بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

آج کل یہ وبا عام ہے کہ ہم قرآن کو تو مانتے ہیں لیکن حدیث اور کسی امام کے قول کو قبول کرنے سے منکر ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں حدیث کو نہیں مانتا تو یہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کے نہ ماننے کے مساوی ہے۔۔۔ دیکھو! قرآن میں نماز پڑھو، روزہ رکھو اور زکاۃ ادا کرو ہے۔ ان سب کو کیسے ادا کیا جائے، اس کے لیے تو اللہ کے رسول ہی کی طرف دیکھنا پڑے گا۔ اسی لیے قرآن میں کئی جگہ ملتا ہے، وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ، یعنی اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو (آل عمران: ۳۲، ۱۳۲، النساء: ۵۹، المائدہ: ۹۲، الانفال: ۱، ۲۰، ۴۶، النور: ۵۴، ۵۶، محمد: ۳۳، المجادلہ: ۱۳، التغابن: ۱۲)۔ پھر قرآنِ کریم میں یہ بھی ہے کہ، وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا، یعنی اور رسول جو تم کو دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے دور رہو، (الحشر: ۷)۔ قرآن کو ماننا اور رسول اللہ کو نہ ماننا، یہ دونوں ہرگز جمع نہیں ہو سکتے۔ دراصل ضعیف راوی کو نہ ماننا الگ چیز ہے اور خود حدیث کو نہ ماننا بالکل الگ بات ہے۔ یاد رکھو کہ صحیح اور مشہور حدیثوں کا نہ ماننا خطرناک کام ہے۔ اور حدیثِ متواتر کا انکار تو کفر ہے۔

رسول اکرمؐ کے قول اور فعل کی خبر حدیث ہے۔ حدیثیں تین قسم کی ہیں۔ (۱) حدیثِ متواتر: وہ حدیث ہے جس کو اتنے لوگ روایت کریں کہ عقل سلیم اس بات کو قبول نہ کرے کہ وہ سب جھوٹ پر متحد ہو گئے ہوں گے۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک متواتر بالفظ اور دوسرے متواتر بالمعنی۔ (۲) حدیث مستفیض: وہ حدیث ہے جو کئی روایتوں سے ثابت ہو مگر تواتر کی حد کو نہ پہنچے۔ (۳) خبر احاد (اکیلی خبر): حدیث کی وہ روایتیں ہیں جن کو صرف چند ہی نے بیان کیا ہو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سارے جھگڑے صرف خبر احاد میں پڑتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے درمیان مختلف قسم کے راوی ہیں۔ ان کی تحقیق و تنقید ضروری ہے۔ حق کی تلاش تو سب کو ہے، لیکن ذیلی باتوں میں آپس کی جنگ مناسب نہیں۔

احادیث کے جمع کرنے، حفظ کرنے اور انھیں تحریری شکل میں لانے کا کام تو زمانۂ رسالت سے ہی شروع ہو چکا تھا۔ "الموطا" پہلا بڑا تحریری مجموعہ ہے جسے امام مالک بن انسؒ (۷۱۱ء۔۷۹۵ء) نے تیار کیا جو کچھ مستند احادیث پر مشتمل ہے۔ لیکن تمام احادیث کو یکجا کرنے اور باقاعدہ کتابی شکل دینے کا ٹھوس کام، عہد نبویؐ سے کوئی دو سو سال بعد یعنی آٹھویں صدی عیسوی میں عمل میں آیا۔ اس دور میں ایک ساتھ کئی اعلیٰ مجموعے ترتیب دیے گئے۔ انھیں "صحاح ستہ "یعنی" چھے مستند کتابیں" بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی کچھ تفصیل درجہ ذیل ہے۔

۱۔ صحیح بخاری: ابو عبد اللہ محمد ابن اسمٰعیل ابن المغیرہ، بخاری، از بکستان، ۸۱۰ء۔۸۷۰ء۔

۲۔ صحیح مسلم: ابو الحسین مسلم ابن الحجاج ابن مسلم، نیشاپوری، خراسان، ۸۲۱ء۔۸۷۵ء۔

۳۔ سنن الصغرۃ (سنن نسائی): ابو عبد الرحمٰن احمد ابن شعیب ابن علی، النسائی، ۸۲۹ء۔۹۱۵ء۔

۴۔ سنن ابو داؤد: ابو داؤد سلیمان ابن اشعت، السجستانی، ایران، ؟؟؟ء۔۸۸۹ء۔

۵۔ سنن ترمذی: ابو عیسیٰ محمد ابن عیسیٰ ابن سارہ، الترمذی، از بکستان، ۸۲۴ء۔۸۹۲ء۔

۶۔ سنن ابن ماجہ: ابو عبد اللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ، القزوینی، ایران، ۸۲۴ء۔۸۸۷ء۔

صحیح بخاری کو تو یہ مقام حاصل ہے کہ اسے ایک بڑا حلقہ، قرآن کے بعد، دنیا کی سب سے مستند کتاب قرار دیتا ہے۔ اس مجموعے کے مصنف امام ابو عبد اللہ محمد، خراسان (جواب از بکستان کہلاتا ہے) کے شہر بخارا میں پیدا ہوئے۔ چناں چہ آپ امام بخاریؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے والد اسمٰعیل بن ابراھیمؒ بھی حدیث کے اسکالرز میں سے تھے۔ امام بخاریؒ ابھی کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد انتقال فرما گئے۔ یوں آپ کی مکمل تعلیم و تربیت آپ کی والدہ کے ہاتھوں ہوئی۔ ۱۶ سال کے تھے جب آپ نے اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کے لیے سفر کیا۔ پھر یہاں سے اُن تمام اہم مقامات کا سفر کیا کہ جہاں سے احادیث کی تعلیم اور ان کو جمع کرنے میں مدد مل سکے۔ کہا جاتا ہے کہ اس سلسلے میں آپ نے ایک ہزار سے زائد اسلامی اسکالرز سے خیالات کا تبادلہ کیا۔ جب آپ بخارا واپس پہنچے تو اس وقت آپ ۳۲ سال کے تھے۔ اس کے بعد آپ نے کتابیں لکھنے کا کام شروع کیا۔ اس میں آپ کا سب سے بڑا کام "جامع المسندالمختصرمن امور رسول اللہ وسننیہ وایامیہ" ہے جو اب " صحیح بخاری" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ نے تین اور بڑی کتابیں تحریر کیں جن کے نام ہیں التاریخ الکبیر، التاریخ الصغیراور تاریخ الاوسط۔ اس کے علاوہ "الکنہ" جس میں فلاں ابن فلاں کی تفصیل ہے۔۔۔۔ امام بخاریؒ پر حاسدین کا کچھ ایسا غلبہ ہوا کہ آخری ایام میں انھیں بخارا چھوڑ کر نیشاپور ہجرت کرنا پڑی۔ وہاں وہ چھے سال رہے اور وہیں سمرقند کے شہر میں مدفون ہیں۔

Siddiqui Publications

احادیثِ مبارکہ لکھنے کا عمومی اور معیاری طریقہ یہ ہے کہ،عن فلان،عن فلان،قال۔۔۔۔۔قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔۔۔پہلے راویوں کے نام ہوتے ہیں، پھر واقعے کا پس منظر یا مسئلے کی کچھ تفصیل ہوتی ہے، پھر اس کے سبب سوال اٹھتا ہے اور نتیجے میں ارشادِ نبویؐ سامنے آتا ہے۔ ہزاروں ارشادات ہیں، اور انھیں جمع کیا جائے تو تمام تفصیلات کے ساتھ کئی جلدوں کا بن جانا ناگزیر ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے یہ تمام فرمودات ہمارے لیے حکم کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کا جاننا نہایت ضروری ہے تا کہ ہمارے اعمال صحیح خطوط پر چل سکیں۔ ہم مسلمان، پہلے ہی اس علم سے دور ہیں، پھر ان کی ضخامت بھی عام قاری کو اس کی طرف بڑھنے نہیں دیتی۔ دیکھا جائے تو ہر حدیث کا حاصل "فرمانِ نبیؐ" ہے لہٰذا دیگر تفصیلات میں پڑے بغیر اگر صرف ارشاداتِ نبویؐ پر مرکوز رہیں تو اس کے حجم کو بہت حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔ چناں چہ یہ مجموعہ اسی خیال کے تحت تیار کیا گیا ہے۔

اس کام کے لیے احادیث کی امہاتِ کتب "صحیح بخاری" کا انتخاب کیا گیا۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ اس مجموعے میں سات ہزار سے زائد احادیث اکٹھا کی گئی ہیں، جو کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ اس کتاب کے ترجمے کئی زبانوں میں دستیاب ہیں۔ آج کے دور میں یہ کتاب ڈیجیٹل فارمیٹ میں بھی کئی زبانوں میں ملتی ہے۔

"حاصلاتِ صحیح بخاری" کی تیاری کے لیے درجہ ذیل پانچ مجموعات سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ al-islam.com پر دستیاب صحیح بخاری کا عربی مجموعہ، وزارۃ الشؤون الاسلامیہ والاقاف والدعوۃ والارشاد۔

۲۔ quranurdu.com کی طرف سے PDF میں پیش کردہ صحیح بخاری کا عربی متن اور مولانا داؤدؒ رازؔ کا اردو ترجمہ۔

۳۔ mohrasharif.com سے صحیح بخاری کی اصل عربی عبارت اور عبدالحکیم خان اخترؔ شاہجہاں پوری کا اردو ترجمہ۔

۴۔ searchtruth.com پر دیا گیا صحیح بخاری کا انگریزی ترجمہ، از محمد محسن خان۔

۵۔ quranenglish.com پر ملنے والا صحیح بخاری کا انگریزی ترجمہ۔

یوں صحیح بخاری کے عربی متن کا تقابل اور اس کی تصدیق تین مجموعات سے کی گئی۔ جب کہ دو اردو اور دو انگریزی ترجموں سے رجوع کیا گیا۔ ترجمے میں خود اپنی ہمہ وقتی غور و فکر بھی کام آئی۔ تاہم اس کتاب کی تالیف میں quranurdu.com کے صحیح بخاری کے عربی متن اور مولانا داؤدؒ رازؔ کے اردو ترجمے، مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ خاص طور پر اس میں دی گئی حدیثوں کے تسلسل کو اپنایا گیا ہے۔ اس میں ۷۰۰۱ حدیثیں ہیں۔ اسے ۳ جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔ اور یہ مجموعہ ۶۴۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

زیرِ نظر کتاب، حاصلاتِ صحیح بخاری کو "احادیث متواتر بالمعنیٰ" کا مجموعہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایسا کرنا کچھ نیا بھی نہیں۔ کیوں کہ آج کے علمائے کرام بھی اپنے خطبات میں حدیث کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں اور پھر بہ طور حوالہ، رواہ البخاری یا رواہ المسلم وغیرہ کہہ دیتے ہیں۔ اور یہ بات مستند ہی خیال کی جاتی ہے۔

اب کچھ وضاحتیں:

ا۔ جن ۵ مجموعات کو دیکھ کر یہ کتاب تیار کی گئی ہے ان سب میں ہر مجموعے نے اپنے حساب سے حدیث کے نمبر ڈالے ہیں ۔ یوں حوالہ نمبر کی کوئی معیاری صورتحال سامنے نہیں آتی۔ زیر نظر کتاب "حاصلات صحیح بخاری" ایک ہی جلد پر مشتمل ہے لہٰذا مناسب سمجھا گیا کہ اس مجموعے کے لیے مسلسل و متواتر حدیث نمبر کو اختیار کیا جائے۔

۲۔ امام بخاریؒ نے ایک ہی مضمون پر، کبھی متن کے فرق سے تو کبھی راوی کے فرق سے جتنی بھی حدیثیں ملیں، ان سب کو نقل کر دیا ہے۔ آپؒ نے ایسی حدیثیں کہیں کہیں پے در پے بھی لکھی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر، یہاں پر ان مکرر اور لگاتار حدیثوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ البتہ احادیث کے نمبر بتا دیے گئے ہیں تا کہ یہ معلوم رہے کہ کتنی حدیثوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔۔۔ یہ بھی واضح ہو کہ صحیح بخاری میں موضوعات کی مناسبت سے ابواب ترتیب دیے گئے ہیں، جب کہ اکثر احادیث میں ایک سے زیادہ موضوعات بھی سامنے آتے ہیں ۔ چناں چہ امام بخاریؒ نے موضوع کے اعتبار سے متعلقہ ابواب میں ایسی احادیث کو دہرایا ہے۔ چناں چہ اس طرح کی تکرار کی صورت میں حدیث کا بنیادی متن بتا کر یہاں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ یہ مکرر حدیث ہے، دیکھیں حدیث نمبر فلاں۔۔۔ تاہم ضرورتاً کچھ احادیث کو اس مجموعے میں بھی دہرایا گیا ہے۔ اور ایسی احادیث کے ختم پر اکثر لکھ دیا ہے، دیکھیں حدیث نمبر فلاں، حدیث نمبر فلاں۔

۳۔ مختلف موضوعات پر قرآن کیا کہتا ہے اس کے لیے متعلقہ آیات کو منتخب کر کے اس کتاب میں ان کا اضافہ کیا گیا ہے۔ آیات کا یہ اضافہ ہر عنوان کے تحت ہے چناں چہ اسی کے نیچے لکھا گیا ہے۔ چند ابواب ایسے بھی ہیں کہ قرآن میں ان کا کوئی حوالہ نہ مل پایا تو موضوع سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عربی متن میں صحیح البخاری ہی سے منتخب کر کے عنوان کے نیچے نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے۔

۴۔ احادیث کے متن میں، جہاں وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں اپنے الفاظ میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔ کہیں کہیں مکمل ذیلی نوٹ بھی لکھے گئے ہیں۔ لیکن ان تمام اضافوں کو نہ صرف قوسین یعنی بریکٹس میں رکھا گیا ہے بلکہ ان کے الفاظ کو چھوٹے سائز میں ظاہر کیا گیا ہے تا کہ قاری پر یہ واضح رہے کہ یہ اصل متن کا حصہ نہیں ہیں۔

آخر میں ایک گزارش: وہ یہ کہ تمام حدیثوں کو لکھنے سے پہلے اس کے بنیادی پیغام کو سمجھنے کے لیے پورے غور و خوض اور احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن کام بہت بڑا تھا، لہٰذا پھر بھی کہیں کوئی اہم بات رہ گئی ہو یا کسی قسم کی کوتاہی رہ گئی ہو تو اہل علم حضرات کو درگذر سے کام لینا ہو گا۔

محمد عبد الاحد صدیقی

مارچ 2015ء